

## آنحضور ﷺ کا طرزِ حکمرانی، سیاست کا بے مثل نمونہ

نبی کریم ﷺ کی اصل حیثیت تو اللہ کے رسول ہونے کی ہے۔ اور آپ کے طرزِ عمل میں سب سے گہرا رنگ وحی کی صورت میں اللہ سے رہنمائی لینے اور اس کو عمل میں لانے کا ہے۔ اس اعتبار سے جب ہم مسلمان نبی اکرم کے مختلف کرداروں کا جائزہ لیتے ہیں تو اسی بنیادی حقیقت پر ایمان رکھنے کی وجہ سے ہر معاملہ کو اللہ کی طرف سے ہدایت کے سپرد کر کے مطمئن ہو جاتے ہیں۔ اور ان زمینِ حقائق کی جستجو میں نہیں پڑتے جو اللہ تعالیٰ نے اپنی سنت کے طور پر تمام امور دنیا میں جاری کر رکھی ہے کہ وہ ہر کام کی تکمیل عموماً واقعی بنیادوں اور وسیلوں کے ذریعے ہی کرتا ہے۔

ایمان و اعتقاد کے لئے تو اسی رویہ کی ضرورت ہے لیکن اگر حیاتِ مبارکہ سے اس دور کے واقعات کی درست انجام دہی کے واقعی حقائق بھی تلاش کر لئے جائیں تو اس طرح آپ کے طرزِ عمل کی تشریح مزید آسان اور اس کی افادیت دو چند ہو جاتی ہے۔ ہمارا اعتقاد ہے کہ نبی اکرم کا سوا مبارکہ آپ کی ہر حیثیت (قاضی، حاکم، سپہ سالار وغیرہ) میں مسلمانوں کے لئے راہِ ہدایت اور ذریعہ نجات ہے۔ زیرِ نظر مضمون میں بھی نبی اکرم کی ایک حیثیت کا مختصر مطالعہ پیش کیا گیا ہے۔ (حسن بدنی)

نبی کریم ﷺ کی ذات میں ایک حاکم و فرمانروا، سیاست دان اور عظیم مدبر و منتظم سب کی خصوصیات بدرجہ اتم موجود تھیں۔ قرآن کریم کی متعدد آیات اس مضمون کو بیان کرتی ہیں کہ آپ اللہ کی جانب سے مقرر کردہ حاکم ہیں اور یہ منصب آپ کو بحیثیت رسول اللہ عطا ہوا ہے۔ ایسا قطعاً نہیں ہے کہ آپ ریاست قائم کر کے اس کے حاکم و مدبر اور منتظم از خود بن بیٹھے ہوں یا لوگوں نے منتخب کر کے آپ کو اپنا فرمانروا بنا دیا ہو۔

آپ ﷺ کی فرمانروائی رسالت سے ہٹ کر کوئی علیحدہ شے نہیں ہے اور بطورِ حاکم آپ کی اطاعت بھی عین اللہ کی اطاعت ہے۔ آپ کی بیعت سے مخرف ہونا دراصل اللہ کی حاکمیت کا انکار کرنا ہے۔ یہ بات بھی آپ نے ہی ہمیں بتائی ہے کہ رسول کی اطاعت اللہ کی اطاعت سے ہٹ کر کوئی اطاعت نہیں ہے بلکہ یہ اللہ کے حکم اور اس کی ہدایت کے تابع ہی ہے۔ رسول جو منصب رسالت کا امین ہوتا ہے، اپنی اطاعت کروانے نہیں بلکہ اللہ کی اطاعت کا مکمل پروگرام پہنچانے کا مشن لے کر اللہ کی طرف سے آتا ہے۔ قرآن پاک کی اس آیت میں آپ ﷺ کی اطاعت کا حکم موجود ہے:

﴿وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُولٍ إِلَّا لِيُطَاعَ بِإِذْنِ اللَّهِ﴾<sup>(۱)</sup>

”ہم نے ہر رسول کو صرف اس لئے بھیجا کہ اللہ کے حکم سے اس کی فرمانبرداری کی جائے“

پھر اطاعت کا ذکر کیا: ﴿مَنْ يُطِيعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ﴾<sup>(۲)</sup>

”جس نے رسول کی اطاعت کی، اس نے گویا اللہ کی فرمانبرداری کی“

اسی طرح نبی کریم کے ہاتھ پر بیعت کو اللہ نے اپنی بیعت قرار دیا ہے:

﴿إِنَّ الَّذِينَ يُبَايِعُونَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُونَ اللَّهَ﴾<sup>(۳)</sup>

”اے نبی ﷺ! بلاشبہ جو لوگ آپ کی بیعت کر رہے ہیں، وہ اللہ سے بیعت کر رہے ہیں“

قرآن کریم میں ایک جگہ بطور قاضی و حاکم نبی اکرم کی اطاعت کی اس طرح اہمیت بیان کی گئی:

﴿وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا لِمُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَىٰ اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَمْرًا أَنْ يَكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ وَمَنْ يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا مُبِينًا﴾<sup>(۴)</sup>

”کسی مؤمن مرد و عورت کے لئے یہ بات جائز نہیں کہ جب اللہ اور اس کے رسول کسی معاملے میں فیصلہ فرمادیں تو اس کو اپنے کی امر میں اختیار باقی رہ جائے۔ اللہ اور اس کے رسول کی جو بھی نافرمانی کرے، وہ صریح گمراہی میں پڑ گیا“

اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کی مخالفت کو اپنے اعمال کو برباد کرنے کے مترادف بتلایا ہے

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَلَا تُبْطِلُوا أَعْمَالَكُمْ﴾<sup>(۵)</sup>

”اے ایمان والو! اللہ کی اور اس کے رسول کی اطاعت کرو، اور اپنے اعمال ضائع نہ کرو“

قرآن پاک کے ان تمام ارشادات سے منصب رسالت کی عظمت کا پتہ چلتا ہے۔ یہی قرآن کی بیان کردہ خصوصیات و حیثیتیں ہیں جن کے پیش نظر صحابہؓ نے آپ کی زندگی کا ایک ایک گوشہ محفوظ کیا۔ قرآن پاک نے حضور اکرم ﷺ کی ذات کو منبع شریعت کی حیثیت سے پیش کر کے بتلایا ہے کہ محمد ﷺ کے تمام مناصب رسالت سے ہی جڑے ہوئے ہیں اور ان کو آپس میں جدا نہیں کیا جاسکتا۔ یہی وجہ ہے کہ حضور ﷺ کی ذات قرآن کے ساتھ دوسرا مصدر قانون ہے جہاں سے احکام شریعت ہمیں معلوم ہوتے ہیں۔ بحیثیت سیاست دان و حکمران یہی آپ کی سب سے بڑی خوبی و نشانی ہے۔<sup>(۶)</sup>

نبی کریم ﷺ نے مدینہ منورہ میں آن کر رسالت کے ساتھ فرمانروا اور حکمران کی حیثیت سے مدنی زندگی کا آغاز کیا کیونکہ مکہ میں آپ ﷺ کی حیثیت حکمران کی تھی اور نہ اقتدار وہاں آپ کے پاس تھا۔ آپ نے اللہ کی ہدایت کی روشنی میں اپنے حسن تدبیر اور حسن انتظام سے مدینہ میں مثالی سلطنت اور ایسا مثالی معاشرہ قائم کیا جو بھائی چارے، اخوت، ہمدردی، محبت، ہمدردی اور ایثار میں اپنی مثال آپ تھا۔ آپ ﷺ کی سیاست میں حکمت اور دور اندیشی نمایاں تھی۔ آپ ﷺ مذہب کے ساتھ ساتھ ریاست کے بھی سربراہ تھے۔ اس لحاظ سے آپ کی اکیلی شخصیت میں دینی و دنیاوی ہر دو قسم کا اقتدار جمع تھا۔ لیکن نہ تو آپ ﷺ کو پوپ (عیسائیوں کا سب سے بڑا رہنما) کا سا جھوٹا غرور تھا اور نہ ہی

قصر کی طرح کی کوئی فوج آپ ﷺ کے پاس تھی۔ (۷)

نبی کریم ﷺ کی ذات گرامی عظیم مدبر و منتظم بھی تھی اور آپ کی کئی زندگی میں قبل از نبوت دو واقعات آپ کی سیاست اور اجتماعی شعور و تدبیر کی بہترین مثال ہیں۔ ان میں سے پہلا واقعہ توحلف الفضول کا ہے۔ جس کے متعلق نبی کریم ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ میں اس معاہدے میں شریک تھا۔ (۸)

رسول اللہ ﷺ کے سیاسی تدبیر کی دوسری شہادت حجر اسود کے نصب کرنے کا واقعہ ہے (۹) جب سب نے اس کو نصب کرنے میں اپنا اپنا حق تفوق پیش کیا تھا۔ اس وقت اختلاف و منافرت کی جو آگ کتنے ہی خرمون کو خاستر کرنے والی تھی وہ آپ ﷺ کے تدبیر سے بجھ گئی اور اہل مکہ پر آپ کی عظمت کے ساتھ ساتھ آپ کی فراست بھی واضح ہو گئی۔ (۱۰)

محمد علی کرد آپ ﷺ کے تدبیر اور سیاسی بصیرت کا ذکر ان الفاظ میں کرتے ہیں:

”نبوت سے پہلے ہی وہ (اہل مکہ) آپ ﷺ کو ’الامین‘ کہہ کر پکارتے تھے کیونکہ انہوں نے آپ کی امانت و مروت کو اور آپ کی صداقت اور آپ کے حسن معاملت کو دیکھا اور مبعوث ہونے سے پہلے اکثر اوقات آپ اپنی حکمت سے ان کے پیچیدہ مسائل کا صحیح حل فرمادیا کرتے تھے۔ آپ حلف الفضول میں بھی حاضر تھے جب تمام قبائل آپ کے فیصلے پر ہنسی خوشی راضی ہو گئے۔ وہ اپنے فعل پر خود حیران تھے کہ انہوں نے عمر میں اپنے سے چھوٹے اور مال میں اپنے سے کمتر کی اطاعت کی۔ اس طرح ان سب نے تب ہی آپ کو خود پر حاکم و رئیس تسلیم کر لیا تھا۔“ (۱۱)

اعلان نبوت کے ساتھ ہی آپ ﷺ کی حیثیت قائد تحریک کی ہو گئی۔ جس پر مخالفوں کے طوفان اٹھے اور مصائب و آلام کے پہاڑ ٹوٹے۔ معاشرتی مقاطعہ ہوا، اور در فقا کے لئے عرصہ حیات تنگ کر دیا گیا۔ لیکن آپ نے کاروان شوق کو اپنی پیغمبرانہ بصیرت و تدبیر اور تائید ایزدی کے ذریعے بچالیا۔ اگر آپ کی سیاسی پالیسی و فراست میں ذرہ بھر کمی ہوتی تو مکہ میں تصادم ہو جاتا اور مٹھی بھر مسلمان ختم ہو جاتے۔ (۱۲)

آپ ﷺ نے انتہائی حکمت سے نامساعد حالات میں اپنی دعوت کو وسعت دی اور اپنے تدبیر سے قریش کی ہر تدبیر اور رکاوٹ کو ناکام بنادیا۔ آپ کے سیاسی تدبیر میں تائید الہی کا عنصر حاوی ہوتا۔ اسلام کی دعوت کو پھیلانے میں، مختلف قبائل تک جانے اور عمومی انداز مخاطب اختیار کرنے کے تمام پہلو آپ کی فراست کی بین دلیل ہیں۔ وحی الہی کی ہدایت اور پیغمبرانہ بصیرت اپنا کام مسلسل سرانجام دیتی رہی۔ سیاسی نقطہ نظر سے جب آپ نے یہ دیکھا کہ مکہ تحریک کے لئے اچھا مرکز نہیں ہو سکتا تو آپ نے گرد و پیش پر نگاہ دوڑائی اور مکہ سے باہر اپنی مرکزیت و اجتماعیت اور مسلمانوں کی سیاسی حیثیت

کے لئے پہلے حبشہ کی جانب اور پھر خود مدینہ کی جانب ہجرت کی اور کئی دور میں اہل یثرب کی بہتیں بھی اسی سیاسی پالیسی کے زمرے میں آتی ہیں۔<sup>(۱۳)</sup>

آپ کی ہجرت دور رس سیاسی اثرات کی حامل رہی۔ آپ ﷺ کی صبر و استقامت کی پالیسی اور اپنی قوت کو ایک مرکز پر مجتمع کرنا اور کفار کے لئے ایسے حالات پیدا کرنا کہ وہ آپ سے باہر ہو کر جارحیت کی روش اختیار کریں، آپ کے سیاسی تدبیر کی بہترین مثالیں ہیں۔

(۱) مواخات مدینہ: بحیثیت سیاستدان آپ ﷺ کے تدبیر و فراست کی عملی آزمائش مدینہ میں پیش آئی کہ آپ نے انتہائی مشکل حالات میں اپنی خدا داد بصیرت سے سلامتی کی راہیں نکال لیں۔ مدینہ میں آپ نے شہریت کی کامل تنظیم کا آغاز کیا جس میں آپ کو منظم ریاست کا درجہ حاصل ہو گیا۔ مستحکم معاشرت اور پرسکون اجتماعیت کے لئے آپ نے شاندار اقدامات کئے۔ آپ ﷺ نے مدینہ میں قیام کے ساتھ ہی ایسے اقدامات کئے جن سے آپ کی سیاسی حیثیت ابھر کر سامنے آگئی۔<sup>(۱۴)</sup> لیکن آپ ﷺ کے تمام اقدامات کا واحد منشا یہ تھا کہ اصل حکومت اور راج اللہ کا ہی ہو۔<sup>(۱۵)</sup>

اس کے بعد دوسرا مسئلہ مسلمانوں کی آباد کاری کا تھا۔ مدینہ میں مسلمانوں کی عددی اکثریت تھی اور انصار مدینہ کا ایک مضبوط گروہ تھا۔ آپ ﷺ کے ساتھ آنے والے مہاجر مسلمانوں میں اور انصار میں ہم آہنگی، یکجہتی اور استحکام کا سا بڑا مسئلہ آپ نے اپنی سیاسی حکمت عملی سے طے کیا اور مسلم معاشرت کی بنیاد اس مواخات کے اصول پر مضبوط کر دی جو انصار و مہاجرین کے مابین طے کی گئی تھی۔<sup>(۱۶)</sup> یہ آپ ﷺ کی حکمت کی سب سے اہم مثال ہے۔ جس سے مسلم معاشرے میں استحکام ہوا اور اسے جارحیت کے خلاف مجتمع ہو کر لڑنے میں مدد دی۔ بحیثیت حکمران آپ کی فکر بے مثال تھی۔ جسے آپ نے ایک نئی فکر کی طرح اس وقت نظری اور دور اندیشی کے بعد قائم کیا کہ ارباب دانش کو آپ ﷺ کی اصابت فکر کے سامنے سر جھکائے بنا چارہ نہ رہا۔ مدینہ میں قائم ہونے والے اس جدید مستقر کو آپ نے ایسی وحدت میں منسلک کر دیا جو آج تک عرب کے وہم و خیال میں بھی نہ آسکتی تھی۔<sup>(۱۷)</sup>

مواخات مدینہ سے رسول ﷺ کو کافی اطمینان حاصل ہو گیا۔ کیونکہ مدینہ کے منافقین اوس اور خزرج قبائل میں پھوٹ ڈالنے کے لئے تدابیر کر رہے تھے۔ اسی طرح مدینہ میں منافقوں نے مہاجر و انصار کے مابین اختلاف و منافرت پھیلانے کی مہم بھی شروع کر رکھی تھی مگر معاہدہ مواخات نے ان کی چالیں ختم کر دیں۔<sup>(۱۸)</sup> ان حالات میں اس معاہدہ مواخات کی حکمت اور سیاست کی اہمیت تسلیم کئے بغیر چارہ نہیں رہتا۔ مسلمانوں کے درمیان منافق عبد اللہ بن ابی کی وجہ سے اختلاف پھیلایا جا رہا تھا کہ وہ آپ ﷺ کی آمد کے وقت بادشاہ بننے والا تھا۔ آپ ﷺ کی فراست و سیاست ہی تھی جس نے منافقین و یہود کی تمام ریشہ دوانیوں کے خلاف مسلمانوں کو سیسہ پلائی دیو اور بنا دیا۔<sup>(۱۹)</sup>

(۲) یثاق مدینہ: نبی کریم ﷺ کی سیاسی پالیسی کی دوسری اہم مثال یثاق مدینہ ہے۔ موآخات میں آپ ﷺ نے اہل یان مدینہ کو مستحکم کیا۔ اب اہل مدینہ کو بیرونی خطرات سے بچانے کے لئے مسلم غیر مسلم کو خاص نکتے پر جمع کیا کیونکہ یہ اس وقت کی شدید ضرورت تھی کہ اہل مدینہ خواہ مسلم ہوں یا یہود، متفق ہوں اور ان کے باہمی اختلافات کو ہوائے طے اور بیرون مدینہ کے لوگ بھی مدینہ پر حملہ کرنے کی جرات نہ کریں۔ آپ ﷺ کے سیاسی تدبیر سے مدینہ کو حفاظت و سکون کے حالات میسر آئے۔<sup>(۲۰)</sup>

نبی کریم ﷺ جب مدینہ تشریف لائے تو مدینہ میں مرکزی نظام نہ تھا اور آپ ﷺ کی اس وقت متعدد فوری سیاسی ضرورتیں حسب ذیل تھیں:

- ۱۔ اپنے اور مقامی باشندوں کے حقوق و فرائض کا تعین
- ۲۔ مہاجرین مکہ کے توطن اور گزر بسر کا انتظام
- ۳۔ شہر کے غیر مسلم عربوں اور خاص کر یہودیوں سے سمجھوتہ
- ۴۔ شہر کی سیاسی تنظیم و فوجی مداخلت کا اہتمام
- ۵۔ قریش مکہ سے مہاجرین کو پہنچائے گئے جانی و مالی نقصانات کا بدلہ<sup>(۲۱)</sup>

انہی اغراض و مقاصد کیلئے نبی کریم ﷺ نے مدینہ آنے کے چند ماہ بعد ہی ایک دستاویز مرتب فرمائی جس کا مقصد شہر مدینہ کو پہلی دفعہ ’شہری مملکت‘ قرار دینا اور اس کا انتظام و دستور مرتب کرنا تھا۔<sup>(۲۲)</sup>

اس دستاویز کے ذریعے جسے ڈاکٹر حمید اللہ فرض اور حکم قرار دیتے ہیں نبی کریم ﷺ نے مدینہ کی شہری ریاست کو ایک مستحکم نظم سیاست دیا اور اس کے لئے خارجی مسائل سے نبٹنے کے لئے بنیاد قائم کی۔<sup>(۲۳)</sup> اور اس سے آپ ﷺ کو ایک منظم اعلیٰ اور سیاست دان و حکمران کی حیثیت ملی جو آپ کی زبردست کامیابی تھی۔ بقول محمد حسین بیگل:

”یہ تحریری معاہدہ ہے جس کی رو سے حضرت محمد ﷺ نے آج سے تیرہ سو سال قبل ایک باضابطہ انسانی معاشرہ قائم کیا جس سے شرکائے معاہدہ میں سے ہر گروہ اور ہر فرد کو اپنے اپنے عقیدے کی آزادی کا حق حاصل ہوا۔ انسانی زندگی کی حرمت قائم ہوئی، اموال کو تحفظ کی ضمانت مل گئی، اربکاب جرم پر گرفت اور مواخذہ نے دباؤ ڈالا اور معاہدین کی یہ ہستی (مدینہ) اس میں رہنے والوں کے لئے امن کا گہوارہ بن گئی۔ غور فرمائیے کہ سیاسی اور مذہبی زندگی کو ارتقاء کا کتنا بلند مرتبہ حاصل ہوا۔ کہ جہاں سیاست اور مذہبیت دونوں پر دستِ استبداد مسلط تھا اور دنیا فساد و ظلم کا معمل بنی ہوئی تھی وہاں باہم شیر و شکر اور ایک دوسرے کے ہمدرد و معاون بن گئے۔“<sup>(۲۴)</sup>

یہ تاریخی معاہدہ تھا جو اپنے نتائج کے اعتبار سے بجائے خود فتح عظیم کی حیثیت رکھتا تھا اور جس تک قریش کو لانے اور اس سلسلے کے جملہ پر پیچ مراحل کو طے کرنے میں حضور ﷺ نے ایسی سیاسی

حکمت اور قائدانہ بصیرت کا مظاہرہ کیا۔ جس سے بعد والوں کو تاقیامت رہنمائی ملتی رہے گی۔ یہ مصلحت حضور ﷺ کی سیاست کا ایک بے مثل شاہکار ہے۔<sup>(۲۵)</sup>

مِثاقِ مدینہ کو حکمت سے لاگو کرنے سے نبی ﷺ نے اسلامی ریاست کی بنیاد مضبوط کی۔ آپ کے پیش نظر اب صالح معاشرے کا قیام اور دینی حکومت قائم کرنا تھا۔ جس کا مقصد دعوت دین، اصلاح اخلاق اور تزکیہ نفس تھا<sup>(۲۶)</sup> اور قرآن نے بھی اسلامی ریاست کا یہی مقصد بیان کیا ہے:

﴿الَّذِينَ إِن مَّكَّنَّاهُمْ فِي الْأَرْضِ أَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ وَآمَرُوا بِالْمَعْرُوفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ ۗ لِلَّهِ عَاقِبَةُ الْأُمُورِ﴾<sup>(۲۷)</sup>

”یہ لوگ، اگر ہم انہیں زمین میں اقتدار عطا کریں تو یہ نماز قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں گے نیکی کا حکم دیں گے اور برائی سے روکیں گے اور سب کاموں کا انجام کار اللہ کی طرف ہی ہے۔“

یہ آیت نبی ﷺ کی سیاست کی حکمت اور حکومت کے طریق کار کو متعین کرتی ہے۔ آپ کی قائم کردہ حکومت عصبيت و نسل شعور کی جگہ دینی وحدت کی بنیاد پر قائم تھی جو منفرد پر حکمت ریاست تھی۔ منتظم سیاست و ریاست کے طور پر آپ ﷺ کے کارناموں کو دو حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے:

(۲۸)

۲۔ امور خارجہ

۱۔ امور داخلہ

امور داخلہ

امور داخلہ میں آپ ﷺ نے خصوصی توجہ امن، استحکام اور اخلاقی تربیت کی طرف رکھی اور ان امور کو جس سلیقے سے طوطا خاطر رکھا، وہ سیاسی تدبیر و فراست کا بین ثبوت ہیں۔

نبی ﷺ کی حکمت عملی میں سب سے زیادہ اہمیت اشاعت اسلام کو حاصل تھی۔ آپ نے مدینہ میں تعلیم کے مراکز قائم کئے، مختلف علاقوں میں تربیت یافتہ معلم بھیجے۔ علوم دینیہ کو فروغ دیا اور جن علاقوں کو فتح کیا، وہاں لوٹ مار اور قتل و غارت کی بجائے امن و آشتی کے اصولوں کو پیش نظر رکھا تاکہ تبلیغ دین اور اشاعت اسلام کا مبارک مشن آگے بڑھ سکے۔ فتح مکہ پر آپ ﷺ نے جس صبر و تحمل سے کام لیا، وہ اسی اشاعت اسلام کے جذبے کا اثر تھا۔<sup>(۲۹)</sup> اسی طرح طائف کے مقام پر جو مصائب برداشت کئے اور ان ظلم توڑنے والوں کے لئے جو دعا و رحمت کی وہ اسی مشن کی تکمیل تھی۔<sup>(۳۰)</sup>

اس کے بعد بطور حکمران و سیاستدان اگلا مرحلہ شہری ریاست کو اندرونی خلفشار سے بچانے اور اسے استحکام بخشنے کا تھا۔ جس میں نبی ﷺ نے مواخات کے علاوہ مِثاقِ مدینہ اور دوسرے قبائل سے معاہدے کئے جس سے مخالفتوں میں کمی آئی۔ ان معاہدوں کی حکمت یہ بھی تھی کہ جو شخص، قبیلہ یا گروہ اور خاندان مسلمان ہو وہ مدینہ یا مضافاتِ مدینہ میں آجے تاکہ آبادی بڑھنے سے فوجی و سیاسی حالات

اس کے بعد نبی ﷺ نے ایک سیاسی تدبیر کی کہ نو مسلموں کو اعزاز بھی دیئے۔ آپ نے انہیں بصریت سے انہیں معزز ہی رکھا اور اس اصول کو اس طرح بیان فرمایا:

”تم میں سے عہد جاہلیت کے معزز اسلام لانے پر بھی معزز ہی ہوں گے بشرطیکہ وہ دین اسلام کی سمجھ حاصل کر لیں“ (۳۲)

نبی کریم ﷺ کی داخلی سیاست کا ایک اہم جزو احترام انسانیت تھا۔ آپ نے کشت و خون سے گریز کی پالیسی پر عمل کیا۔ اگرچہ آپ نے دفاع اور اسلام کی بلندی کے لئے جنگیں کیں لیکن ان کی نوعیت مختلف تھی۔ بقول ڈاکٹر حمید اللہ:

”عہد نبوی ﷺ میں دس سال میں دس لاکھ مربع میل کا علاقہ فتح ہوا جس کی آبادی یقیناً کئی لاکھ تھی۔ اس طرح روزانہ تقریباً ۷۴ مربع میل کے اوسط سے فتوحات ہوئی جن میں ایک دشمن ماہانہ قتل ہوا۔ یہ اس حکمت کا اصول ہے جو آپ ﷺ کے پیش نظر انسانی خون کے احترام کی تھی۔“ (۳۳)

نبی ﷺ کی داخلی سیاست کا ایک قابل ذکر پہلو معاشرتی تطہیر تھی کہ مدینہ کو آپ نے مفسد اور بگاڑ پیدا کرنے والے عناصر سے پاک کیا۔

آنحضور ﷺ کے کاموں میں دینی و دنیاوی ہر دورخ موجود تھے۔ آپ کی حکومت اور آپ کی سیاست کلی طور پر دینی اثرات و رجحانات کے تابع تھی۔

نبی ﷺ کی وزارت بھی حکمت سے پر تھی اور حکومت بھی۔ آپ نے ملکی تقسیم بھی کی اور وزارتی بھی۔ افسروں کو بھی منتخب کیا جن کو تنخواہ دی جاتی تھی اور ان کا احتساب بھی کیا۔

نبی ﷺ نے پولیس کو بھی منظم کیا اور بطور سیاست دان آپ کا مرکز حکومت مسجد نبوی تھی۔ آپ تمام وفود قبائل سے یہیں ملاقات فرماتے۔ گورنروں اور عمائدین حکومت کو ہدایات مسجد نبوی سے روانہ کی جاتیں۔ دین و دنیاوی معاملات طے کئے جاتے۔ ہر قسم کی سیاسی و مذہبی تقاریر کا انعقاد مسجد نبوی میں ہی ہوتا۔

امور خارجہ

بطور حکمران و سیاست دان سب سے پہلے امور داخلہ میں ریاست کے استحکام کا بندوبست کیا۔ آپ نے وہ تمام طریقے اپنائے جن سے استحکام ملت ممکن تھا۔ پھر اس کے بعد آپ نے سیاسی حکمت عملی سے دشمن کی قوت کو توڑا۔ اس سلسلے میں آپ نے پہلی تدبیر یہ کی کہ مشرکین پر آپ نے معاشی

دباؤ ڈالا۔ اسی طرح اہل مکہ کے حلیفوں سے تعلقات استوار کئے۔ آپ کے مختلف معاہدوں پر نظر ڈالی جائے تو آپ کی سیاست کا یہ اصول بڑا موثر ہے۔ بیعت عقبہ میں مدینہ والے دراصل قریش سے صلح کے لئے آئے تھے۔ میثاق مدینہ میں بھی یہی جذبہ کار فرما تھا جو آپ کی سیاست خارجہ کا شاہکار ہے۔<sup>(۳۴)</sup>

نبی ﷺ کی سیاست کا اہم شاہکار اس کے بعد صلح حدیبیہ ہے۔ جب مسلمانوں کو دو خطرے تھے۔ آپ نے مکہ کی طرف سے جنگ کو اس صلح کے ذریعے بند کر دیا کہ ان کو جانبدار کر دیا اور اس معاوضے میں تجارتی راستہ کھول دیا، یہ زبردست فتح تھی جو مسلمانوں کو ملی۔

مسلمانوں کے حالات کے مطابق سیاست دانی کا اقتضا یہی ہو سکتا تھا کہ دونوں میں سے کسی ایک دشمن سے صلح کر لی جائے اور دوسرے کے مقابلے میں اس کو دوست یا طرفدار بنالیا جائے کہ دوسرا خود ہی ہتھیار ڈال دے اور مکہ سے صلح خیبر کے بجائے اس لئے کی گئی کہ مکہ مسلمانوں کے لئے رعایتوں کا مقاضی تھا۔ صلح حدیبیہ سفارتی سرگرمی کا پیش خیمہ تھی جو بعد میں فتح مکہ کی بنیاد بنی۔<sup>(۳۵)</sup>

حضور ﷺ کی سیاست خارجہ کا بہت بڑا اصول اپنی دعوت کو وسیع کرنا تھا چنانچہ اس کے لئے آپ نے دو طریقے اختیار فرمائے:

۱۔ دعوتی خطوط

۲۔ تبلیغ کی راہ میں حاکم ہونے والوں کا انتظام

جس وقت نبی ﷺ نے اعلان نبوت فرمایا، اس وقت حجاز میں قبائلی نظام تھا۔ جس میں مرکزیت کا تصور بھی نہ تھا۔ صرف دو پڑوسی سلطنتیں ایران اور روم تھیں۔ رسول اکرم ﷺ نے اندرون ملک کے استحکام کے بعد بیرون ملک دعوتی خطوط لکھنے شروع کئے۔ آپ کا طریق کار یہ تھا کہ اپنا خط ایک سفیر کو دے کر روانہ فرماتے اور مکتوب الیہ کے رد عمل کا انتظار کرتے۔

ان سفراء کے انتخاب میں نبی ﷺ نے اہلیت و شخصیت کے ساتھ زبان دانی اور زبان آوری کا بھی خصوصی لحاظ رکھا۔<sup>(۳۶)</sup> اس کے علاوہ خارجہ سیاست میں آپ نے تالیفِ قلبی کو بھی ملحوظِ نظر رکھا اور زکوٰۃ کو تالیفِ قلبی کے لئے استعمال کیا۔ یہ رعایت اس لئے تھی کہ اسلام دل میں گھر کر لے گا تو جہاد بھی ہو گا اور زکوٰۃ کی ادائیگی بھی۔ غرض قرآن نے عملی سیاسیات کی جو اہم و در در رس تعلیم دی اور حکمران کو جو صوابدید کا حق دیا وہ نبی ﷺ میں پوری طرح نظر آتا ہے۔

آپ کی سیاست کا سب سے عظیم شاہکار فتح مکہ ہے جو آپ کی دس سالہ مدنی سیاست کا وہ عظیم نتیجہ تھا جس کی بنیاد صلح حدیبیہ کو بنایا گیا تھا۔ اس میں بھی تالیفِ قلبی کا پہلو تھا۔<sup>(۳۷)</sup>

نبی کریم ﷺ بطور سیاستدان و حکمران عظیم مقصد اور منتظم و مدبر تھے۔ آپ نے آنے والوں کے لئے قابلِ اتباع نمونہ عمل چھوڑا۔ آپ نے قرآن کی بیان کردہ سیاست کو عملی سیاست بنایا اور آپ

کے قائم کردہ اصول سیاست آج بھی اس معاشرہ کو اس عروج کی بلندی پر پہنچا سکتے ہیں۔ افسوس ہے ان مسلمانوں پر جو ان کو چھوڑ کر مغربی تقلید میں گوشہ عافیت تلاش کر رہے ہیں!

## حوالہ جات

- ۱۔ القرآن الحکیم، ۴ (النساء): ۶۴۔ ۲۔ القرآن الحکیم، ۴ (النساء): ۸۰۔
- ۳۔ القرآن الحکیم، ۳۸ (الفتح): ۱۰۔ ۴۔ القرآن الحکیم، ۳۳ (الاحزاب): ۳۶۔
- ۵۔ القرآن الحکیم، ۴ (محمد): ۳۳۔
- ۶۔ خالد علوی، حفاظت حدیث، ص ۵۰۔ ۷۔ خالد علوی، انسان کامل، ص ۳۶۰۔
- ۸۔ ابن سعد، طبقات الکبریٰ، ج ۱، ص ۱۲۸۔ ۹۔ ابن ہشام، سیرۃ النبویہ، ج ۱، ص ۲۰۹۔
- ۱۰۔ محمد حسین بیگل، حیات محمد ﷺ، ص ۲۸۱۔
- ۱۱۔ محمد علی کرد، الاسلام والحضارة العربیة، ص ۳۳۲۔
- ۱۲۔ سیرۃ النبویہ، ج ۱، ص ۳۱۰-۳۳۹۔ ۱۳۔ طبقات الکبریٰ، ج ۱، ص ۲۰۳-۲۰۷۔
- ۱۳۔ انسان کامل، ص ۳۶۶۔
- ۱۵۔ ڈاکٹر حمید اللہ صدیقی، عہد نبوی میں نظام حکمرانی، ص ۲۹۵۔
- ۱۶۔ طبقات الکبریٰ، ج ۱، ص ۲۳۹۔
- ۱۷۔ حیات محمد ﷺ، ص ۲۸۱۔ ۱۸۔ ایضاً، ص ۳۸۳۔
- ۱۹۔ سیرۃ النبویہ، ج ۱، ص ۲۳۲۔ ۲۰۔ ایضاً، ص ۱۳۸۔
- ۲۱۔ عہد نبوی میں نظام حکمرانی، ص ۸۲۔ ۲۲۔ طبقات الکبریٰ، ج ۱، ص ۲۹۔
- ۲۳۔ عہد نبوی میں نظام حکمرانی، ص ۸۲۔ ۲۴۔ حیات محمد ﷺ، ص ۲۲۷۔
- ۲۵۔ نعیم صدیقی، محسن انسانیت، ص ۵۱۷۔ ۲۶۔ عبد الرحمن عزابک، تاجدارِ دو عالم، ص ۱۶۱۔
- ۲۷۔ القرآن الحکیم، ۲۲ (الحج): ۴۱۔
- ۲۸۔ مولانا حامد الانصاری، مسلمانوں کا نظام حکومت، ص ۸۱۔
- ۲۹۔ سیرۃ النبویہ، ج ۱، ص ۵۵۔ ۳۰۔ ایضاً، ج ۲، ص ۶۰۔
- ۳۱۔ انسان کامل، ص ۳۷۸۔
- ۳۲۔ امام مسلم، الجامع الصحیح، ج ۷ (کتاب الفضاہل) ص ۲۶۵۔
- ۳۳۔ عہد نبوی میں نظام حکمرانی، ص ۲۶۵۔ ۳۴۔ ایضاً، ص ۲۶۹۔
- ۳۵۔ ڈاکٹر محمد حمید اللہ صدیقی، رسول اکرم ﷺ کی سیاسی زندگی، ص ۸۹۔
- ۳۶۔ الاسلام والحضارة العربیة، ص ۱۰۰۔ ۳۷۔ عہد نبوی میں نظام حکمرانی، ص ۲۶۱۔

## اعلان

مولانا عبد الرحمن کیلانی کی مفصل تفسیر بنام تیسیر القرآن جس پر ادارہ محدث میں ۲ سال سے کام جاری تھا، دسمبر ۹۹ء کے پہلے ہفتے میں چھپ کر مارکیٹ میں آگئی ہے۔ اس تفسیر پر مولانا عبد الکیل علوی نے تحقیق کی ہے جبکہ پروفیسر نجیب الرحمن کیلانی اور ڈاکٹر حبیب الرحمن کیلانی کی زیر نگرانی اس کی اشاعت کے مراحل طے پائے ہیں۔ ۶۸۰ صفحات پر مشتمل جلد اول کی قیمت صرف ۸۰ روپے رکھی گئی ہے۔ حصول کے لئے لاہور میں اس فون پر رابطہ کریں: 5410756, 7280943